مولانا عبدالواحد صاحب گگھڑوی　　مقیم جدہ (سعودی عرب)

شخصیت پرستی اور تقلید قرآن کے آئینے میں

ان الدین عند اللہ الاسلام (سورۃ آل عمران)

اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے ۔ اسلام مکمل اور اللہ کا پسندیدہ دین ہے

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (پ ۶ المائدہ)

آج کے دن میں (اللہ) نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کردی اور تمہارے لئے اسلام کو (بطور) دین پسند کیا۔

چنانچہ اسلام کے جملہ عقائد و اعمال کو ماننے اور عمل کرنے کی تلقین و تاکید کی گئی اور اس دین یعنی اسلام کے علاوہ کسی اور عقیدہ و عمل کو اسلام میں داخل کرنے کی ممانعت کی گئی۔

یا ایہا الذین اٰمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ولا تتبعوا خطوٰت الشیطٰن انہ لکم عدو مبین (پ ۲ البقرہ)

اے ایمان والو! اسلام میں مکمل طور پر داخل ہو جاؤ اور شیطان کی (غیر اسلام کو اسلام قرار دینے) کی پیروی مت کرو کیونکہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

(ب) یا ایہا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا و انتم مسلمون ۞ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا

(پ ۴ آل عمران ع ۲)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈر جاؤ جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور نہ مرو تم مگر اس حالت میں کہ تم مسلمان ہو اور اللہ کی رسی (قرآن و حدیث) کو مضبوطی سے پکڑو (یعنی انہی دو کے مطابق چلو اور عمل کرو) اور (ان میں اختلاف کر کے) فرقہ بندی نہ کرو۔

اسلام کے علاوہ باقی ہر ازم، دین، قانون اور عقیدہ و عمل عند اللہ مردود ہے۔

ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ
من الخاسرین (پ۳ آل عمران)
اور جو شخص اسلام کے علاوہ کسی دین (ازم" قانون، عقیدہ وغیرہ کو) تلاش کرے گا تو اس کا وہ دین ہرگز قبول نہ کیا جائے گا بلکہ وہ (دنیا کے علاوہ) آخرت (میں بھی) خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا۔
اللہ تعالےٰ نے اپنے اس دین اسلام کی اشاعت و تبلیغ کے لیے اپنے نبی معظم صلعم کو یوں حکم فرمایا
بلغ ما انزل الیک فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ
جو تیری طرف وحی نازل کی گئی وہ ہو بہو (امت تک) پہنچا دے۔ پس اگر تو نے ایسا نہ کیا تو تو نے اس کی رسالت نہ پہنچائی۔
(ب) و اما بنعمۃ ربک فحدث
اور تو اپنے رب کی نعمت (اسلام) کو بیان کیا کیجئے۔
چنانچہ آپؐ نے وہی دین امت تک پہنچایا جو اللہ نے آپ کو بذریعہ وحی دیا
و ماینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی (پ۲۷ النجم)
خود آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اُسی کی پیروی کرتے تھے جو آپ تک بذریعہ وحی پہنچا جیسا کہ قرآن مجید میں ان اتبع الا ما یوحی الی (میں تو صرف اسی کی اتباع کرتا ہوں جو میری طرف وحی کی جاتی ہے) کے معنی و مفہوم کی بکثرت آیات وارد ہیں۔ اسی طرح آپؐ کی امت کو بھی یہی حکم کیا گیا ہے کہ صرف اسی کو خدا کا دین یعنی اسلام تصور کرو' اسی کو دین سمجھو' اسی کی اتباع کرو جو اللہ تعالےٰ نے اپنے پیغمبر حضرت محمدؐ پر نازل فرمایا اور اس کے علاوہ کسی کو دین نہ سمجھو جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔
اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم و لا تتبعوا من دونہ اولیاء
قلیلا ما تذکرون (پ۸ الاعراف)
جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف (دین) نازل کیا گیا ہے تم اسی کی اتباع کرو اور اس کے سوا دوسرے رفیقوں کی اتباع نہ کرو (لیکن) تم میں سے تھوڑے ہیں جو اس نصیحت کو حاصل کرتے ہیں۔

گویا اس دین کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے لئے اللہ کی اطاعت کے ساتھ اس کے رسولؐ کی اطاعت و اتباع کو فرض قرار دیا گیا ہے۔ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول (اللہ کی اطاعت کرو اور (اس کے) رسولؐ کی اطاعت کرو) سے یہی معنی واضح ہے۔

یہی وہ دین یعنی اسلام جو اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی صلعم پر نازل کیا وہ آج ہمارے سامنے صرف قرآن و حدیث میں بالکل محفوظ ہے۔ بحمد اللہ تعالےٰ۔ چنانچہ خود آنحضور صلعم کا ارشادِ گرامی ہے۔

ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بھما کتاب اللہ و سنۃ رسولہ (الموطا)

میں تم میں دو چیزوں کو چھوڑ کر جا رہا ہوں جب تک تم ان دونوں کو مضبوطی سے پکڑے رکھوگے (یعنی جب تک تم انہی دو چیزوں کو خدا کا دین سمجھ کر انہی دو چیزوں کے قائل و فاعل رہو گے) تم گمراہ نہیں ہو گے۔ ایک اللہ کی کتاب اور اس کے رسولؐ کی سنت (یعنی حدیث)

معنی یہ ہوا کہ جب بھی ان دونوں (قرآن و حدیث) میں کمی کی جائے یا اضافہ کیا جائے یا ان دونوں کو چھوڑ دیا جائے تو پھر گمراہی ہی گمراہی ہے۔ چنانچہ آج مسلمانوں میں فرقہ بندیاں اسی وجہ سے ہوئیں کہ انہوں نے ان دونوں (قرآن و حدیث) کو خدا کا دین سمجھنے پر اکتفا نہ کیا بلکہ آباؤ اجداد کی رسومات، علماء، مشائخ کی تقلید اور شخصیت پرستی کو دین میں شامل کر لیا۔

لیکن کوئی دین ہو یا دستور، کوئی ازم ہو یا نظامِ زندگی، کوئی عقیدہ ہو یا عمل اس وقت ہی خدا کے نزدیک مقبول ہوگا جبکہ اسکو اس طرح ہی مانا جائے جس طرح رسول صلعم نے بتایا اور اپنے عمل سے سمجھایا۔ یعنی اللہ تعالیٰ، اس کے رسولوں، کتابوں، ملائکہ، جنّت و دوزخ وغیرہ کو ماننا اسی صورت میں صحیح سمجھا جائے گا جب مسلمان انسان اُسی طریقہ سے مانے جیسے آپؐ نے بتایا۔ پھر نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ اعمال صالحہ اسی صورت میں عند اللہ مقبول ہوں گے جب ان اعمال کو آنحضور صلعم کی اطاعت اور آپؐ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق کئے جائیں۔ چنانچہ اسی لئے قرآن مجید میں جگہ جگہ اللہ تعالےٰ کی اطاعت کرنے اور اس کے رسولؐ کی اطاعت و اتباع کرنے کی تلقین و تاکید کی گئی ہے۔ چنانچہ

امّت کو جہاں صرف منزّل من اللہ کو ہی اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے وہاں اس شخص پر سخت تادیب ترہیب کی گئی ہے جو غیر منزل من اللہ کو بھی خدا کا دین سمجھ کر اس پر چلتا ہے اور دوسروں کو اسی پر چلنے کا حکم دیتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے ایسے لوگوں کے متعلق جو کتاب و سنت (حدیث) کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے انہیں ظالم فاسق اور کافر قرار دیا ہے۔ (پ۶ المائدہ)

حاصل کلام اللہ تعالےٰ کا دین وہی ہے جو قرآن اور حدیث میں محفوظ و مسطور ہے مذکورہ تمہید سے یہ ثابت ہوا کہ خدا کا دین یعنی اسلام ان اصولوں اور ضوابط کا نام ہے جو صرف قرآن و حدیث میں محفوظ ہیں۔ ان دونوں چیزوں کے علاوہ جو بھی ہے وہ دین میں شامل نہیں۔ اب ہمارے سامنے یہ ثابت ہوگیا کہ کسی عقیدہ و عمل کو اسلام کا عقیدہ و عمل سمجھنے کے لئے اللہ کی کتاب قرآن مجید اور اللہ کے رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کی حدیث کسوٹی ہیں۔ جو اسر ان دونوں چیزوں کے مطابق آگیا وہ قابل ایمان قابل عمل۔ اور جو ان دونوں کے مخالف وہ غیر مقبول اور مردود۔ جیسا کہ ارشاد رسول صلعم ہے۔

من عمل عملا لیس علیہ امرنا فھو ردّ (صحیح مسلم)

جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہماری مہر ثبت نہیں وہ عمل مردود ہے۔

اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلعم کے فرمان کی تعمیل اور بجاآوری کے لئے اطاعت اور اتباع کے الفاظ قرآن مجید میں وارد ہوئے ہیں۔ اس معنی و مفہوم کو ادا کرنے کیلئے قرآن مجید میں اطاعت و اتباع کی بجائے لفظ تقلید کہیں بھی استعمال نہیں ہوا۔ قرآن مجید کے بعد جمیع کتب احادیث میں اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ کی بات کو ماننے اور اس پر عمل کرنے کے اظہار کے لئے اطاعت و اتباع کے الفاظ ہی ملتے ہیں۔ تقلید کے لفظ کا کہیں نام و نشان نہیں ملتا۔ پھر طرّہ یہ کہ اسی مفہوم کو ادا کرنے کے لئے جمیع صحابہ کرامؓ میں سے کسی صحابی سے بھی تقلید کے لفظ کا ثبوت نہیں ملتا۔ پھر کسی امام سے بھی یہ ثبوت نہیں ملتا کہ انہوں میں سے کسی نے کہا ہو کہ میری تقلید کرو۔ گویا کہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول مقبولؐ کی فرمانبرداری کرنے کے لئے شریعت مطہرہ میں تقلید کے لفظ کا وجود ہی نہیں۔ اب آپ ہی یہ سوچیں کہ جس چیز کا شریعت محمّدیہ میں کہیں وجود و ثبوت ہی نہیں اسکو خدا کا دین سمجھنا اور بطور دین کے اسے مروج کرنا اور جو کتاب و سنت کو اپناتے ہوئے اسے نہ مانے اسے غیر مقلد قرار

دے کر مبغوض اور برا سمجھنا کتنا بڑا ظلم ہے بلکہ خوفناک جہالت و ضلالت ہے۔ جو آدمی اللہ پر ایمان رکھنے کا مدعی بھی ہے لیکن وہ خدا کی بجائے مخلوق خدا کی عبادت کرتا ہے یا خدا کی بھی عبادت و اطاعت کرتا ہے اور اس کی عبادت و اطاعت میں مخلوق خدا (شمس و قمر، حجر و شجر، انبیاء و رسل، علماء مشائخ، صوفیاء و پیران کرام کو بھی شریک کر لیتا ہے تو کیا اس کا خدا تعالےٰ پر ایمان لانے کا دعویٰ صحیح ہو سکتا ہے، اور کیا وہ قیامت کے دن ناجیوں میں شمار کیا جا سکے گا۔ اس کا جواب یقیناً نفی میں ہے یعنی اس کا دعویٰ ایمان صحیح نہیں اور قیامت کے روز وہ کامیابی کا مستحق نہیں۔ اسی طرح وہ آدمی جو محمد بن عبداللہ کا محمد رسول اللہ ہونے کا اقرار کر کے آپؐ کی نبوّت و رسالت کو تسلیم کر لینے کا دعویٰ کرتا ہے لیکن اطاعت و اتباع وہ آپؐ کی بجائے کسی اور شخصیت کی کرتا ہے یا آپؐ کی بھی اطاعت کر لیتا ہے لیکن آپؐ کے علاوہ دوسری شخصیات (علماء، مشائخ، آئمہ و پیران کرام) کو بھی اتباع میں شریک کر لیتا ہے تو اس کا یہ دعویٰ کیسے صحیح ہو سکتا ہے کہ وہ آپؐ کی نبوت و رسالت کو صحیح تسلیم کرتا ہے۔ جبکہ آنحضور صلعم نے ارشاد فرمایا

لا یومن احدکم حتیٰ اکون احب الیه من ولدهٖ و والدهٖ والناس اجمعین (المشکوٰۃ)

تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کی اولاد، اس کے والدین اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب (نہ) ہو جاؤں۔

چونکہ نبی یا رسول اللہ تعالےٰ کے احکام (اوامر و نواہی) کا مبلغ اور ترجمان ہوتا ہے۔ اس لئے رسولؐ کی اطاعت و اتباع گویا احکام خداوندی کی اطاعت و اتباع ہے اس لئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا:

ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ

جس نے رسولؐ کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی۔

اس لئے رسولؐ کی اطاعت و اتباع فرض ہے اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرنے والا آدمی مسلمان بلکہ مومن ہے۔ اور رسول خدا کی اطاعت میں کسی کو شریک کرنا نفاق، کفر اور جہالت و ضلالت ہے۔ جہاں اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی صلعم کی اطاعت و اتباع

کی تکرار تاکید کی ہے وہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ورسولؐ کی اطاعت کی بجائے کسی اور کی اتباع کرنے یا کسی دوسری شخصیت کو آپ کی اتباع میں شامل کر لینے سے ترہیب وتخویف بھی دلائی ہے۔ نبی اور رسولؐ کے فرامین احادیث اور فیصلوں کو نظر انداز کر کے اپنے آباؤ اجداد کی رسومات، علماء ومشائخ کے اوامر واحکام، آئمہ واکابرین کے فتاویٰ اور ان کی باتوں کو بلا دلیل ماننا اور ان کے صحیح (اگرچہ وہ کتاب وسنت کے معارض ہی ہوں) ہونے پر اصرار کرنا ہی تقلید اور شخصیت پرستی ہے جو التقلید اخذ قول الغیر بلا دلیل (بحوالہ کتب فقہ حنفیہ) جیسی عبارت سے بھی واضح ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے بعض سابقہ اقوام کے حالات کا قرآن مجید میں تذکرہ کیا جو اس تقلید اور شخصیت پرستی کو اپنائے ہوئے تھیں چنانچہ ارشاداتِ خداوندی ملاحظہ ہوں۔

قوم نوح: (ترجمہ) اور البتہ تحقیق ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تو اس نے کہا۔ اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو تمہارے لئے اس کے سوا کوئی معبود نہیں کیا تم ڈرتے نہیں ہو؟ پس اس کی قوم کے کافر سردار کہنے لگے کہ یہ تو صرف تم جیسا انسان ہے۔ یہ چاہتا ہے کہ تم پر بڑائی کرے اور اگر اللہ چاہتا تو فرشتے اتار دیتا ہم نے تو اپنے پہلے باپ دادوں میں یہ بات نہیں سنی (جس کی یہ نوحؑ ہمیں دعوت دیتا ہے)

یعنی اس آدمی (نوحؑ) کی دعوت بھی عجیب ہے کہ ہم اور ہمارے باپ دادا جن دیوی دیوتاؤں، بزرگوں کو ہمیشہ سے مانتے چلے آرہے ہیں ان کا یہ شخص منکر ہے۔ پھر عجیب تر بات یہ ہے کہ صرف خدا کی عبادت اور اس ایک حکم کے ماننے کی ترغیب دے رہا ہے۔ چنانچہ ان کی یہ بدنصیبی کہ انہوں نے خدا کے فرستادہ پیغمبر حضرت نوحؑ کی اطاعت نہ کی اور اپنے اباؤ اجداد کی رسومات کو نہ چھوڑا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ وہ دنیا وآخرت میں عذاب الٰہی کے مستحق ہو گئے۔

قوم ابراہیم: ولقد اٰتینا ابراھیم رشدہ من قبل وکنا بہ عالمین اذ قال لابیہ وقومہ ماھذہ التماثیل التی انتم لھا عاکفون قالوا وجدنا اٰباءنا لھا عابدین قال لقد کنتم انتم واٰباءکم فی ضلالٍ مبین (پ ۱۷ الانبیا)

اور یقیناً ہم (اس سے بھی) پہلے ابراہیمؑ کو رہنمائی عطا کر چکے تھے اور اسے خوب جانتے تھے (وہ وقت یاد کرو) جب اس (ابراہیمؑ) نے اپنے باپ اور اپنی قوم والوں سے کہا یہ کیا (خرافات) مجسمے ہیں جن پر تم جمے بیٹھے ہو وہ بولے ہم نے تو اپنے باپ (دادوں) کو ان کی عبادت کرتے پایا (ابراہیمؑ نے) کہا یقیناً تم اور تمہارے باپ (دادا بھی) صریح گمراہی میں رہے۔

(ب) واتل علیهم نبأ ابراهیم اذ قال لابیه وقومه ما تعبدون قالوا نعبد اصناما فنظل لها عاکفین قال هل یسمعونکم اذ تدعون او ینفعونکم او یضرون قالوا وجدنا اباءنا کذلك یفعلون (پ ۱۹ الشعراء)

اور آپؐ ان لوگوں کے سامنے ابراہیمؑ کا قصہ بیان کیجئے (اس وقت کا) جبکہ انہوں نے اپنے والد اور اپنی قوم سے کہا تم کس چیز کی عبادت کرتے ہو؟ وہ بولے ہم تو بتوں کی عبادت کرتے ہیں اور ان پر جمے رہتے ہیں (ابراہیمؑ نے) کہا کیا یہ تمہاری (دعائیں صدائیں) سنتے ہیں جب تم ان کو پکارتے ہو یا یہ تم کو نفع پہنچاتے ہیں یا ضرر پہنچا سکتے ہیں۔ وہ بولے (ایسا تو نہیں) البتہ ہم نے اپنے بڑوں کو اسی طرح کرتے ہوئے پایا ہے (ابراہیم نے کہا) بھلا تم نے ان کی (اصل حالت کو) دیکھا بھی ہے جن کی تم عبادت کرتے ہو۔ تم خود اور تمہارے بڑے بھی یہ تو میری نظر میں دشمن ہیں مگر پروردگار عالم (میرا دشمن نہیں)

حضرت ابراہیمؑ کی مسلسل تبلیغ کے باوجود انہوں نے آپ کی اطاعت نہ کی بلکہ اپنے آباء کی تقلید کرتے رہے اور شخصیت پرستی کا شکار رہے۔ تاآنکہ وہ خائب و خاسر ہوئے۔

قوم هود: حضرت هودؑ نے اپنی قوم کو عبادت الٰہی کی دعوت دی اور یہ بھی کہا ___ واذکروا اذ جعلکم خلفاء من بعد قوم نوح وزادکم فی الخلق بصطة فاذکروا الاء الله لعلکم تفلحون قالوا اجئتنا لنعبد الله وحده ونذر ما کان یعبد آباؤنا فاتنا بما

لتعدنا ان کنت من الصادقین (پ۸ الاعراف)

اور یاد کرو جب اس (اللہ) نے تم کو نوح کی قوم کے بعد جانشین بنایا اور تم کو پیدائش میں زیادہ فراخی دی ۔ پس اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ ۔ انہوں نے کہا کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ ہم اکیلے اللہ ہی کی عبادت کریں اور (کیا) ان کو چھوڑ دیں جن کی عبادت ہمارے باپ (دادا) کرتے آئے ہیں اگر تو سچا ہے تو جس عذاب کی دھمکی (ہم کو) دے رہا ہے اسے لے آؤ ۔

چنانچہ قوم ھود نے حضرت ھودؑ کی اطاعت و اتباع نہ کی بلکہ اپنے آباؤ اجداد کی تقلید پر جمے رہے اور عذاب الٰہی سے دوچار ہوگئے ۔

قوم صالح : (ترجمہ) قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو (ہم نے بھیجا) اس صالح نے کہا اے میری قوم اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں اس نے تم کو زمین سے پیدا کیا اور تم کو اسی زمین میں آباد کیا ۔ سو تم اسی سے بخشش مانگو پھر اسی کی طرف توبہ کرو ۔ بے شک میرا رب قریب ہے اور (دعاؤں کا) قبول کرنے والا ہے ۔ انہوں نے (جواباً) کہا اے صالح تو تو اس سے قبل ہم میں ہونہار تھا کیا تو ہمیں (اس سے) منع کرتا ہے کہ ہم ان کی عبادت کریں جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے آتے ہیں اور ہم تو اس کی طرف شک میں ہیں (اور) تردد میں پڑے ہوتے ہیں جس کی طرف تو ہمیں بلاتا ہے ۔

چنانچہ قوم ثمود نے بھی حضرت صالح علیہ السلام کی اتباع کرنے کی بجائے اپنے باپ دادوں کی تقلید کرتے ہوئے حضرت صالح علیہ السلام کی مخالفت کی اور اپنے آباؤ اجداد کی رسومات کی ادائیگی کو ہی دین سمجھے رکھا حتیٰ کہ عذاب الٰہی کے مستحق ہوئے ۔

قوم شعیب : حضرت شعیب علیہ السلام کے وعظ و تبلیغ کے بعد قوم شعیب نے کہا ۔

(ترجمہ) انہوں نے کہا اے شعیب کیا یہ تمہاری نماز تمہیں تعلیم دیتی ہے کہ ہم ان (رسومات) کو چھوڑ دیں جن کی پوجا ہمارے آباؤ اجداد کرتے آئے ہیں یا اسکو چھوڑ دیں کہ ہم اپنے مال کے ساتھ جو چاہیں کریں واقعی تو

تو بڑا عقل مند اور دیندار ہے۔ اس (شعیب) نے کہا اے میری قوم بھلا یہ تو بتلاؤ کہ اگر میں اپنے رب کی جانب سے دلیل پر قائم ہوں اور اس نے مجھ کو اپنے پاس سے ایک عمدہ دولت دی ہو اور میں نہیں چاہتا کہ تمہارے برخلاف ان کاموں کو کروں جن سے میں تمہیں روکتا ہوں میں تو صرف اصلاح ہی چاہتا ہوں جہاں تک میں کر سکوں اور مجھے جو کچھ توفیق ہوتی ہے اللہ ہی کی طرف سے، اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

گویا کہ قوم شعیب بار بار حضرت شعیبؑ سے الجھ رہی تھی کہ یہ کیسا نبی ہے اور کیسا دین پیش کر رہا ہے کہ ایک طرف تو ہمارے آبائی معتقدات، عبادات، رسومات کو ختم کر رہا ہے اور دوسری طرف ہم کو ہمارا مال ہماری اپنی مرضی سے خرچ کرنے کی اجازت نہیں دے رہا۔ لیکن انہوں نے اپنے باپ دادوں کے لکیر کے فقیر بن کر آبائی معتقدات و رسومات کی تقلید کرنے کو ترجیح دی اور اطاعت رسول سے انحراف کیا تو عذاب الٰہی ان کا مقدر بن گیا۔

قوم موسیٰ: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وعظ و تبلیغ، دعوت و ارشاد پر آل فرعون کہنے لگے۔

قالوا اجئتنا لتلفتنا عما وجدنا علیہ اٰباءنا وتکون لکما الکبریاء فی الارض وما نحن لکما بمؤمنین (پ۱۱ یونس)

انہوں نے کہا کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ تو ہمیں مٹا دے۔ اس (طریق) سے جس پر ہم نے اپنے باپ (دادوں) کو پایا اور ملک میں تم دونوں (موسیٰ و ہارون) کے لئے بڑائی ہو جائے تو ہم تو تم دونوں کو (کبھی) ماننے والے نہیں۔

ظاہر ہے کہ جنہوں نے حضرت موسیٰؑ و ہارونؑ کی ایک نہ مانی اور وہ تقلید و شخصیت پرستی پر ہی مصر رہے۔ خدا تعالےٰ نے ان کو دنیا میں بھی کئی طرح کے عذابوں میں مبتلا کیا حتیٰ کہ پانی میں ان کو غرقاب کر دیا۔ اور آخرت کا عذاب ان کے لئے مزید سخت تر ہے۔

اہل مکہ یعنی قوم سید المرسلین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالےٰ نے سید المرسلین خاتم النبیین امام الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کو اپنا

نبی اور رسول بنا کر مبعوث فرمایا۔ اس معنی و مفہوم کو ادا کرنے کے لئے قرآن مجید میں بکثرت آیات خداوندی ہیں مثلاً ارشاد باری تعالٰے ہے۔

قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً الذی لہ ملک السمٰوٰت والارض لا الٰہ الا ھو یحیی ویمیت فامنوا باللہ ورسولہ النبی الامی الذی یؤمن باللہ وکلمتہ واتبعوہ لعلکم تھتدون (پ ۹ الاعراف)

آپ کہہ دیجئے اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول (بن کر آیا) ہوں وہ خدا کہ اسی کے لئے آسمانوں و زمین کی بادشاہی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے پس تم (ایسے) اللہ کے ساتھ ایمان لے آؤ اور اس کے نبی کے ساتھ ایمان لے آؤ جو (نبی) ان پڑھ ہے وہ اللہ اور اس کے رسول کے کلمات کے ساتھ ایمان رکھتا ہے اور تم اسی (نبی) کی اتباع کرو تاکہ تم ہدایت پا جاؤ۔

گویا کہ ہدایت پانے کا ایک ہی طریق اور راستہ ہے کہ اللہ کے دین کو جس طرح خدا کا نبی اور رسول پیش کرے اسی طرح اس نبی و رسول کی اطاعت میں دینِ خدا کو قبول کیا جائے۔ چونکہ نبی یا رسول کی حیثیت من جانب اللہ "مطاع" کی ہوتی ہے اس لئے جس نے نبی کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی۔ اور جس نے نبی کی اطاعت سے انحراف یا گریز کیا وہ جہالت اور ضلالت میں ہے۔

چنانچہ آپؐ نے جن کے سامنے خدا کا دین پیش کیا وہ مکہ مکرمہ اور اس کے قرب و جوار میں رہنے والے لوگ تھے۔ جو ظاہری طور پر دین ابراہیمؑ کے مدعی تھے اور مدینہ منورہ اور اس کے قرب و جوار کے اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ جو حضرت موسیٰؑ و عیسیٰؑ کے مدعیان تھے۔

جب آپؐ نے اہل مکہ یا اس کے قرب و جوار کے باسیوں کے سامنے خدا کا دین پیش کیا تو بجائے اس بات کے کہ وہ اس دین کو قبول کرتے ہوئے آپؐ کے تابع ہو جاتے، آپؐ کی اطاعت کر لیتے انہوں نے بھی وہی طریق اختیار کیا جو ان سے پہلے سابقہ گمراہ قوموں (مثلاً قوم نوح، قوم ھود، قوم صالح وغیرہ) نے تقلید و شخصیت پرستی کا طریق اختیار کیا

تھا۔ جیسا کہ ذیل کی آیات اس معنیٰ ومفہوم کی تائید و توضیح کرتی ہیں۔

(ا) واذا قیل لہم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ اٰباءنا اولو کان اٰباؤہم لا یعقلون شیئا و لا یہتدون ؁

(پ۲ البقرہ ع ۵)

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالے نے جو اتارا ہے اس کی اتباع کرو تو وہ (جواباً) کہتے ہیں کہ ہم تو اسی طریق پر چلیں گے جس پر ہم نے اپنے آباء کو پایا۔ (یہ تب بھی اپنے آباء کے طریق پر چلتے رہیں گے) اگرچہ ان کے آباء بے عقل اور گمراہ ہوں۔

اللہ تعالےٰ کے احکام کے مقابلہ میں اپنے باپ دادوں کے مذہب، رسم ورواج کی تقلید کرنا یہ بھی شرک ہے۔ آیت ہذا سے معلوم ہوا کہ قرآن وحدیث کے مقابلہ میں اپنی رائے سے کچھ کہنا اور اسی کی تقلید کرنا بے عقلی اور ہدایت سے دوری ہے۔

(ب) واذا قیل لہم تعالوا الی ما انزل اللہ والی الرسول قالوا حسبنا ما وجدنا علیہ اٰباءنا اولو کان اٰباؤہم لا یعلمون شیئاً و لا یہتدون ؁ (پ۷ المائدہ ع ۴)

اور جب ان کو کہا جاتا ہے کہ تم اس کی طرف آؤ جو اللہ نے نازل کیا اور رسول کی طرف آؤ (جیسے رسول نے بتلایا) تو وہ کہتے ہیں کہ ہم کو وہ کافی ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا۔ بھلا اگر ان کے باپ دادے نہ کچھ علم رکھتے ہوں اور نہ راہ جانتے ہوں (تب بھی یہ ایسا ہی کریں گے؟)

یعنی جب ان لوگوں کو خدا کی شریعت (قرآن وحدیث) کی دعوت دی جاتی ہے تو اس کے مقابلے میں اپنے باپ دادوں کے طریقوں کو پیش کرتے ہیں جیسا کہ آج کل بھی مدعیان اسلام گیارھویں بارھویں، پیروں اور مشائخ کی نذر ونیازیں، مولود و شب براتوں کے مروجہ حلوے، رجب کے کونڈے، تعزیہ دگھوڑے نکالنا، سوم وچہلم وغیرہ کی رسومات کی ادائیگی محض اس لئے کرتے ہیں کہ علماء ومشائخ، پیران و صوفیا کرام کے طریقے ہیں حالانکہ ان چیزوں کا خدا کے دین سے کوئی علاقہ نہیں۔ بس سابقہ قوموں کی طرح آباء کی تقلید اور شخصیت پرستی کی وجہ سے ان بدعات کو رواج دے رہے ہیں۔

(ج) وإذا قيل لهم اتبعوا ما انزل الله قالوا بل نتبع ما وجدنا عليه آباءنا اولو كان الشيطن يدعوهم الى عذاب السعير (پ ۲۱ لقمن)

اور جب ان کو کہا جاتا ہے کہ تم اس کی پیروی کرو جو اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا تو وہ کہتے ہیں بلکہ ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے آباء کو پایا اگرچہ شیطان ان کو دوزخ کے عذاب کی طرف دعوت دیتا ہے۔

مشرکوں اور توحید الٰہی میں جھگڑنے والوں کے پاس سوائے تقلید آباؤ اجداد اور کوئی سند نہیں، ان کو شیطان نے دھوکہ دے کر دوزخ کی راہ پر لگا دیا۔ کیونکہ باپ دادا ہوں یا علماء و مشائخ، صوفیائے کرام ہوں یا پیران عظام، ائمہ دین ہوں یا خطبا و علماء، حکام ہوں یا والدین غرضیکہ کوئی بھی ہو اس کی پیروی اس حد تک ہے جبکہ ان کی باتیں اور احکام قرآن و حدیث کے مطابق ہوں۔ اگر قرآن و حدیث کے مخالف ہوں تو کسی کی اتباع جائز نہیں۔

عصر حاضر کے بعض مدعیان اسلام پر افسوس ہے کہ منہ سے تو اللہ تعالیٰ کے معبود برحق اور آنحضور صلعم کے نبی و رسول ہونے کا اقرار کریں اور عملی طور پر تقلید آباؤ اجداد، تقلید ائمہ وعلماء کو اختیار کریں اور کتاب وسنت کے ماننے والوں کو غیر مقلد قرار دے کر ان پر کفر کے فتوے لگائیں۔ یا للعجب

(د) وإذا فعلوا فاحشة قالوا وجدنا عليها آباءنا والله امرنا بها قل ان الله لا يأمر بالفحشاء أتقولون على الله ما لا تعلمون

(پ الاعراف ع ۱۰)

اور جب یہ لوگ کوئی بے ہودگی کرگزرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے اسی طریق پر اپنے باپ دادا کو پایا اور خدا نے ہم کو یہی بتایا ہے، آپ کہہ دیجئے اللہ تو ہرگز بے ہودگی کا حکم نہیں دیتا۔ کیا تم اللہ کے ذمہ ایسا جھوٹ لگاتے ہو جس کی کوئی بھی سند نہیں رکھتے ہو۔

آج بھی اہل باطل اپنے برے عقیدہ یا طریقہ کی حمایت میں خاندانی رواج، برادری کے دستور، ملکی رسم و رواج، برادری کے دستور، ملکی رسم اور اپنے اکابرین کے طریقے کو ہی بطور سند پیش کرتے ہیں۔ جب ان کے سامنے اللہ اور اس کے رسول کی بات کو پیش

کیا جاتا ہے تو مارے غصّے کے ناک بھوں چڑھاتے ہوئے گویا ہوتے ہیں کہ پھر تو اتنے ہزاروں لاکھوں بزرگ اکابرین جو ان رسومات کو ادا کرتے آئے ہیں کیا وہ بھی سارے غلط تھے اور آج جو اتنی بڑی دنیا ایسے کاموں کو کر رہی ہے کیا سب ہی غلط ہیں؟ دین خدا کا ہے جو بات جو طریقہ اللہ نے اپنے نبی کی معرفت امت تک پہنچایا وہی صحیح ہے باقی غلط۔

(۳) (ترجمہ) انہوں نے فرشتوں کو جو رحمٰن کی عبادت کرنے والے ہیں عورت قرار دے رکھا ہے تو کیا یہ ان کی پیدائش کے وقت موجود تھے۔ ان کا دعویٰ لکھ لیا جاتا ہے اور ان سے باز پرس ہوگی اور یہ کہتے ہیں کہ اگر رحمٰن کو (ہی) منظور ہوتا تو ہم فرشتوں کی پرستش نہ کرتے انہیں اس بارے میں کچھ تحقیق نہیں محض اٹکل سے کام لے رہے ہیں۔ ہم نے کیا اس قرآن سے قبل انہیں کوئی کتاب دے رکھی ہے جس سے یہ سند پکڑ رہے ہیں (نہیں) بلکہ وہ یہ کہتے ہیں۔ کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک خاص طریقہ پر پایا ہے اور ہم انہی کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ اور اسی طرح ہم نے آپؐ سے پہلے کسی بستی میں کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر یہ کہ وہاں کے خوشحال لوگوں نے یہی کہا ہم نے تو اپنے باپ دادوں کو ایک خاص طریقہ پر پایا ہے اور ہم انہی کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں۔ اس پر ان کے پیغمبر نے کہا کہ اور اگر میں اس سے بہتر طریقہ منزل پر پہنچا دینے کے اعتبار سے لایا ہوں جس پر تم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔ وہ بولے (جب بھی) ہم اس کے تو ماننے والے نہیں جسے دیکر تمہیں بھیجا گیا ہے۔ سو ہم نے ان سے انتقام لیا۔ سو دیکھئے تکذیب کرنے والوں کا کیسا انجام ہوا؟

یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر میں تم کو تمہارے باپ دادوں کی راہ سے اچھی راہ بتلا دوں تو کیا پھر بھی تم اسی پرانی لکیر کے فقیر بنے رہو گے۔ کہنے لگے جی ہاں کچھ بھی ہو سو ہم تمہاری بات نہیں مان سکتے اور پرانا آبائی طریقہ ترک نہیں کر سکتے۔

ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے تقلید آباء کو باطل قرار دیا اور ان کو الزام دیا کہ تم کیسے تقلید کو جائز سمجھتے ہو جبکہ تمہارے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تو اپنے باپ دادا کی تقلید چھوڑی اور دلیل حق کی پیروی کی۔ بعینہٖ آج بھی جو مقلدین ہیں ان کو تقلید کی روش

سے باز آجانا چاہیئے کیونکہ حضرت امام ابو حنیفہ اور دوسرے ائمہ مجتہدین نے نہ تو خود کسی کی تقلید کی اور نہ اپنی تقلید کرنے کی کسی کو تعلیم دی بلکہ جس طرح انہوں نے قرآن و حدیث کو ہی خدا کا دین سمجھ کر اسے اپنایا اسی طرح ہم اہلحدیث بھی یہی دعوت دے رہے ہیں کہ ؎

اصل دیں آمد کلام اللہ معظم داشتن
پس حدیث مصطفےٰ بر جاں مسلم داشتن

یہ پڑھ کر شاید آج کا کوئی مقلد بھائی سیخ پا ہو کہ یہ تو ان لوگوں کا حال ہے جو لوگ کافر اور مشرک تھے جنہوں نے اسلام و ایمان کو قبول نہ کیا تھا تو پھر مذکورہ عواقب و عقوبات آج کے مقلدین پر کیسے منطبق ہو سکتے ہیں۔

قرآن مجید کا بنظر غائر مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ وہ لوگ جو انبیاء و رسل پر ایمان نہ لا سکے بلکہ انبیاء و رسل کی مخالفت، ان کے ساتھ دشمنی اور عداوت کو اپنا وطیرہ بنائے رکھا۔ ان کی اس دشمنی اور عداوت کا اہم سبب ان کے اکابرین، علماء و شیوخ، آباؤ اجداد کی تقلید و شخصیت پرستی تھا جن کی بنا پر ایمان و اسلام سے محروم رہے اور گوناں گوں خدائی عذابوں میں مبتلا ہوتے رہے۔

لیکن ان کفار و مشرکین کے علاوہ اللہ تعالےٰ نے ان بے نصیبوں کا بھی جابجا ذکر کیا ہے جو سید المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد صلعم پر ایمان لانے کے مدعی بھی تھے۔ نماز و روزہ کی بھی ادائیگی کرتے تھے لیکن خدا کو حقیقی معبود ماننے کے باوجود، آپؐ کو نبی و رسول ماننے کے باوجود وہ بدترین متصوّر کئے گئے۔ جنہیں قرآن کی اصطلاح میں منافقین کا نام دیا گیا۔ آخر ایسا کیوں؟ اس کا جواب حاصل کرنے کے لئے ذیل کی آیات ملاحظہ ہوں۔

(۱) الم تر الی الذین اوتوا نصیباً من الکتاب یدعون الی کتاب اللہ لیحکم بینھم ثم یتولی فریق منھم وھم معرضون ۝ ذالك بانھم قالوا لن تمسنا النار الا ایاما معدودات وغرھم فی دینھم ما کانوا یفترون ۝ (پ۳۔ آل عمران)

کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب کا حصّہ دیا گیا۔ انہیں کتابِ الٰہی کی طرف بلایا جاتا ہے کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے پھر ان میں سے

ایک فریق بے رخی کرتا ہوا منہ پھیر لیتا ہے یہ اس سبب سے کہ یہ لوگ کہتے
ہیں کہ ہم کو آگ نہیں چھوئے گی سوائے گنے ہوئے (چند) دنوں کے اور جو کچھ یہ
تراشتے رہتے ہیں اس نے انہیں دھوکہ میں ڈال رکھا ہے۔

یہ آیت یہود سے متعلق ہے کہ وہ اپنے قضیتوں میں اپنی کتاب پر بھی عمل نہیں کرتے اور گناہوں میں اس لئے دلیر ہیں کہ ان کے اگلے یہ جھوٹ بنا کر کہہ گئے کہ اگر کوئی بڑا گنہگار بھی ہوگا تو سات دن سے زیادہ عذاب نہ پائے گا۔

حاصل کلام خدا کی کتاب کے مطابق عمل نہ کرنا اور اپنے پہلوں کی تقلید کرنا یہودیوں کی بری خصلت ہے۔

فلا وربك لا يومنون حتىٰ يحكموك فيما شجر بينهم ثم
لا يجدوا في انفسهم حرجاً مما قضيت ويسلموا تسليماً
(پ ۵ النساء ع ۵)

(مجھے) تیرے رب (ہونے کی) قسم یہ لوگ ہرگز با ایمان نہ ہونگے جب تک اپنے اختلافات میں آپؐ کو اپنا حکم (منصف) نہ بنالیں پھر تیرے فیصلے سے اپنے دل میں (ذرہ بھر بھی) حرج محسوس نہ کریں اور (دل سے اور عمل سے) پوری طرح تسلیم کرلیں۔

آیت ہذا میں تین چیزوں کو داخل ایمان سمجھا گیا ہے۔

(ا) اپنے تمام تر اختلاف اور جھگڑوں میں آنحضور صلعم ہی کو حکم و منصف قرار دینا۔
(ب) آپؐ جو فیصلہ فرمادیں اسے دل و جان سے منظور کرلینا۔
(ج) آپؐ کے فیصلے کو قطعی سمجھ کر عملی طور پر بجا لانا۔

گویا کہ آپؐ کا فیصلہ آخری اور قطعی ہے جس پر نہ تو نظر ثانی کی جاسکتی ہے اور نہ ہی اُسے کسی عدالت میں چیلنج کیا جاسکتا ہے۔ لیکن جو آدمی آپؐ کی نبوت و رسالت کا تو مدعی ہے لیکن اپنے مسائل کا حل آپؐ کی بجائے کسی فقہی یا تقلیدی عدالت سے کرواتا ہے تو اس کا دعویٰ ایمان بالرسول مفید نہیں ہوگا۔

۳۔ (ترجمہ) کیا آپؐ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اس کتاب پر ایمان رکھتے ہیں جو آپؐ پر نازل کی گئی ہے اور جو آپؐ سے

قبل نازل ہو چکی ہے لیکن چاہتے یہ ہیں کہ اپنا مقدمہ طاغوت کے پاس لے جائیں حالانکہ انہیں حکم مل چکا ہے کہ وہ اس (طاغوت کا) انکار کریں اور شیطان تو ارادہ کرتا ہے کہ انہیں بھٹکا کر دور دراز لے جائے اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس حکم (یعنی قرآن) کی طرف آؤ تو آپؐ دیکھیں گے کہ منافقین آپؐ کی طرف سے پہلوتہی کر رہے ہیں۔ (پ۵ النساء)

۴۔ اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔ اور ان کا حکم مانا۔ پھر (باوجود اس دعوے کے) ان میں سے ایک گروہ سرتابی کر جاتا ہے اور یہ لوگ (فی الحقیقت) ایمان والے نہیں اور جب یہ لوگ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول (کے فیصلوں) کی طرف بلائے جاتے ہیں تاکہ رسول ان کے درمیان فیصلہ کرے تو ان میں سے ایک گروہ منہ پھیر جاتا ہے اور اگر ان کا حق (نکلتا ہو) تو رسول کی طرف سر تسلیم خم کرتے آجاتے ہیں۔ کیا ان کے دلوں میں (منافقت) کی بیماری ہے یا یہ شک میں پڑے ہوئے ہیں یا ان کو یہ اندیشہ ہے کہ اللہ اور اس کا رسول ان پر ظلم نہ کرنے لگیں (نہیں) بلکہ یہ لوگ تو خود ہی ظالم ہیں۔ ایمان والوں کا قول (وطریقہ) تو یہ ہے کہ جب ان کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ رسول ان کے درمیان فیصلہ کرے تو وہ کہہ اٹھتے ہیں کہ ہم نے سن لیا اور مان لیا۔ (چنانچہ) یہی لوگ فلاح پانے والے ہوں گے اور جو کوئی (بھی) اللہ اور اس کے رسول کا کہا مانے گا اور اللہ سے ڈرے گا اور اس کی نافرمانی سے بچے گا تو بس یہی لوگ بامراد ہوں گے۔

آیات بالا سے اظہر من الشمس ہے کہ جس طرح کافر ومشرک آدمی عذاب الٰہی کا مستحق ہے۔ اسی طرح وہ آدمی جو خدا اور رسول خدا پر ایمان لانے کا دعویٰ تو کرتا ہے لیکن عقائد واعمال میں خدا اور رسول خدا کی اطاعت واتباع کرنے کی بجائے اپنے علماء ومشائخ اور اپنے آئمہ واکابرین کی ہی تقلید وشخصیت پر مصر رہتا ہے۔ رسول پاک صلعم کے فیصلہ کی بجائے اپنے اماموں اور بزرگوں کے اقوال کی پیروی کرتا ہے تو اس کا ایمان کا دعویٰ غیر مقبول اور مردود ہے بلکہ وہ زمرۂ منافقین میں ہے کیونکہ

جہاں اللہ تعالے نے اپنے نبی اور رسول کی اطاعت کو فرض قرار دیا ہے وہاں نبی اور رسول کی نافرمانی کو بھی جرم کبیر قرار دیا ہے۔ قرآن مجید میں اس معنی و مفہوم کی بکثرت آیات ہیں لیکن بطور مثال آیات ملاحظہ ہوں۔

۱۔ یا ایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و لا تبطلوا اعمالکم (پ ۲۶ محمد ع ۸)

اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور (اس کے) رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال ضائع نہ کرو۔

آیت ہذا سے معلوم ہوا کہ وہ اعمال جو آپؐ کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق ادا کئے جائیں وہی عند اللہ مقبول ہوں گے اور جو آپؐ کی سنت اور طریقے کے خلاف ہوں گے وہ اعمال ضائع کر دیئے جائیں گے جیسا کہ اسکی وضاحت سورۃ الغاشیہ کی ان آیات سے بھی ہوتی ہے "عاملۃ ناصبۃ تصلی نارا حامیۃ"

پھر سورہ الکہف کے آخری رکوع میں بھی اس کا ذکر یوں ہے

قل ھل ننبئکم بالاخسرین اعمالاً الذین ضل سعیھم وھم یحسبون انھم یحسنون صنعاً۔

آپ کہہ دیجئے کیا ہم تم کو ان لوگوں کی خبر نہ بتائیں اعمال کے لحاظ سے گھاٹا پایا (یعنی اعمال بھی بڑی محنت شاقہ سے کئے لیکن ان کا بدلہ چھوٹی کوڑی کے برابر بھی نہ مل سکا) (یہ) وہ لوگ ہیں جن کی کوشش بے کار گئی حالانکہ وہ یہی سمجھ رہے تھے کہ وہ نیکی کے کام سرانجام دے رہے ہیں۔

جیسا کہ آج کل ہمارے ملک پاکستان میں عید میلاد النبی کے جلوس، گیارھویں بارھویں تعزیہ وغیرہ میں مال کا خرچ، خود ساختہ اذانیں، خود ساختہ درود و سلام، مسنون دعاؤں میں خود ساختہ اضافے، شرکیہ وظائف، خود ساختہ عبادت کے طریقے، خود ساختہ رہبانیت وغیرہ سبھی اعمال اسی قبیل میں آجاتے ہیں۔ کیونکہ یہ تمام چیزیں اطاعت رسول سے باہر ہیں۔

قل اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول فان تولوا فانما علیہ ما حمل و علیکم ما حملتم و ان تطیعوہ تھتدوا و ما علی الرسول

الا البلاغ المبین (پ۱۸ النور ع۱۴)

آپ کہہ دیجئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو پھر اگر تم روگردانی کرو گے تو (سمجھ لوکہ) رسول کے ذمہ اسی قدر ہے جس کا بار اس پر رکھا گیا ہے اور تمہارے اوپر اسی قدر ہے جس کا بوجھ تم پر رکھا گیا اور اگر تم نے اس کی اطاعت کرلی تو تم ہدایت پا جاؤ گے اور رسول کے ذمہ (ہدایت دینا نہیں بلکہ احکام الٰہی کو) صاف صاف پہنچا دینا ہے۔

۳۔ ان الذین یحادون اللہ ورسولہ اولئك فی الاذلین

(پ۲۸ المجادلہ ع ۳)

بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں یہ لوگ ذلیل ترین ہیں۔

۴۔ الم یعلموا انہ من یحادد اللہ ورسولہ فان لہ نار جھنم خالدا فیھا ذالك الخزی العظیم (پ۱۰ التوبہ ع۱۴)

کیا انہیں معلوم نہیں کہ جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے گا سو اس کیلئے دوزخ کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور یہ بڑی ہی رسوائی ہے۔

یہ بات واضح ہوگئی کہ تقلید وشخصیت پرستی جہالت وگمراہی ہے، گمراہ قوموں کا شعار ہے تقلید وشخصیت پرستی، اطاعت خدا اور اتباع رسول کی ضد۔ دنیا میں باہمی اختلاف وافتراق کا سبب اور آخرت کے لئے موجب عذاب الٰہی ہے۔

اس کے برعکس سچے اور حقیقی مسلمان اور مومن کی نشانی یہی ہے کہ جس کا تذکرہ اوپر کیا جا چکا ہے کہ وہ خدا اور رسول خدا کا مطیع اور اطاعت گزار ہوتا ہے۔ یعنی جب اسے اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی دعوت دی جاتی ہے تو وہ قرآنی تعلیم کے مطابق سمعنا و اطعنا کی تابندہ تصویر بن جاتا ہے جیسا کہ اسی مفہوم کو ادا کرنے کے لئے کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے ؎

مصور کھینچ وہ نقشہ جس میں یہ صفائی ہو
ادھر حکم پیغمبر ہو ادھر گردن جھکائی ہو

اسی معنی کو سمجھنے کے لئے ایک حدیث پیش خدمت ہے۔ کہ ایک اعرابی آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر کہنے لگا

دلنی علیٰ عمل یدخلنی الجنۃ و یباعدنی من النار

ایسا کوئی عمل بتائیے کہ میں اسے کرلوں تو وہ مجھے جنت میں داخل کر دے اور (جہنم کی) آگ سے دور کردے۔

آپؐ نے فرمایا تو نے سوال تو بڑا اہم کیا ہے لیکن اللہ جس کے لئے آسان کردے تو اس کے لئے وہ کام مشکل (بھی) نہیں رہ جاتا۔

پھر آپؐ نے اسے اسلام کے پانچوں ارکان (کلمہ، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج) سے آگاہ کیا۔ جب آپؐ اپنی کلام سے فارغ ہوئے تو اس اعرابی نے کہا خدا کی قسم! میں آپؐ کے بتائے ہوئے عمل میں نہ اضافہ کروں گا اور نہ کمی کروں گا چنانچہ جب وہ اعرابی چلاگیا تو آپؐ نے فرمایا

من سرّہ ان ینظر الیٰ رجل من اھل الجنۃ فلینظر الیٰ ھٰذا (المشکوٰۃ) وفی روایۃ ان فعل کما قال۔

جس کو یہ بات خوش لگے کہ وہ کسی جنتی آدمی کو دیکھنا چاہے تو اسے دیکھ لے۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ آپؐ نے فرمایا، اگر اس نے اسی طرح کیا جیسے اس نے کہا۔

یہاں ایک اور اشکال کو رفع کرنا مناسب خیال کرتا ہوں یعنی شاید احباب احناف یا مقلدین میں سے کوئی اعتراض اٹھائے کہ وہ تقلید یا شخصیت پرستی جو مضمون ہذا میں بیان کی گئی ہے یہ تو ان لوگوں سے وابستہ یا متعلق ہے جن گمراہ قوموں نے گمراہ لوگوں کی تقلید و شخصیت پرستی کی۔ ہم تو بہی خواہان اسلام، ائمہ مجتہدین، اکابرینِ دین کی تقلید کر رہے ہیں۔

گزارش یہ ہے کہ ایسا نہیں۔ یعنی اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول معظمؐ کی اطاعت و اتباع میں کسی گمراہ انسان کو شریک کرنا یا صالحین، علماء، مشائخ، یا ائمہ و صوفیا کو شریک کرنا ایک ہی ہے جو کہ حرام ہے۔ جس طرح اللہ کی عبادت میں کسی کو شریک نہیں کیا جاسکتا اسی طرح اللہ تعالےٰ کے اوامر و احکام میں بھی کسی کو شریک نہیں کیا جاسکتا۔

پھر جس طرح اللہ کی اطاعت میں کسی کو شریک نہیں کیا جا سکتا اسی طرح نبی یا رسول کی اتباع و اطاعت میں کسی کو شریک نہیں کیا جا سکتا ۔ جس طرح اللہ تعالےٰ پر ایمان رکھنے کے باوجود اللہ کی عبادت میں دوسروں کو شریک کرنے والے کو مسلمان مومن نہیں کہا جا سکتا اسی طرح آپؐ کی نبوت و رسالت پر ایمان رکھنے کے باوجود آپؐ کی اطاعت میں دوسروں کو شریک کرنے والے کیسے مسلمان بن سکیں گے ؟

بلکہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک وہ آدمی جو اگرچہ خدا پر ایمان رکھنے کا مدعی ہے لیکن اس کے عقائد و اعمال کتاب و سنت کے مطابق نہیں تو اس کا دعویٰ اسلام و ایمان کا غیر مقبول بلکہ مردود ہے ۔ چنانچہ ذیل کی آیات بھی اسی معنیٰ و مفہوم کی تائید و وضاحت کرتی ہیں

۱۔ وما یومن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون (پ ۱۳ یوسف ع ۱۱)

ان میں سے اکثر اللہ تعالےٰ پر ایمان نہیں رکھتے اور وہ مشرک ہیں ۔

۲۔ قل یا ایھا الکتاب تعالوا الیٰ کلمۃ سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئًا و لا یتخذ بعضنا بعضًا اربابًا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون

(پ ۳ آل عمران ع ۵)

آپ کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب ایسے کلمہ (قول) کی طرف آجاؤ جو ہم میں اور تم میں مشترک ہے وہ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی (بھی) عبادت نہ کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی کسی کو اللہ کے علاوہ رب نہ ٹھہرائے پھر اگر وہ روگردانی کریں تو تم کہہ دو گواہ رہنا ہم تو اسی اللہ کے حکم کے) فرمانبردار ہیں ۔

۳۔ ولا یامرکم ان تتخذوا الملٰئکۃ والنبیین اربابا أیامرکم بالکفر بعد اذ انتم مسلمون (پ ۳ آل عمران ع ۱۴)

اور نہ وہ (نبی) تمہیں اس کا حکم دے گا کہ تم فرشتوں اور نبیوں کو رب بنالو ۔ کیا وہ تمہیں کفر کا حکم دے گا بعد اس کے کہ تم اسلام لا چکے ہو ۔

مذکورہ آیتیں اہل کتاب سے متعلقہ ہیں ۔ چونکہ اہل کتاب اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلعم کی بات کو ماننے کی بجائے اپنے اکابرین ، آباؤ اجداد کی تقلید اور شخصیت

پرستی میں مبتلا تھے یعنی اپنے علماء و مشائخ کے اقوال، ارشادات، احکام و اوامر اور ان کی اختراعات کی پیروی کرتے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق کہا کہ انہوں نے اپنے علماء و مشائخ کو رب کی حیثیت دے دی۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے ان کے بعض کو بعض کا رب بنا لینا قرار دیا۔

۴۔ چنانچہ سورہ توبہ میں ارشاد خداوندی ہے۔

اتخذوا احبارهم و رهبانهم اربابًا من دون الله والمسيح ابن مريم وما امروا الا ليعبدوا الٰهًا واحدًا لا اله الا هو سبحانه عما يشركون (پ۱۰ توبہ ع ۱۱)

انہوں نے اللہ کے ہوتے ہوئے اپنے علماء اور اپنے مشائخ کو (بھی) اپنے رب بنا لئے اور مسیح بن مریم کو (بھی رب بنا لیا) حالانکہ انہیں حکم صرف یہ دیا گیا تھا کہ وہ ایک ہی معبود (برحق) کی عبادت کریں۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ (خدا) اس سے پاک ہے جو یہ اس کے ساتھ (اپنے علماء و مشائخ حتیٰ کہ اپنے نبیوں کو بھی شریک کرتے ہیں۔

عدی بن حاتم عہد جاہلیت میں نصرانی ہو گئے تھے۔ ان کے اسلام قبول کرنے کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ جب عدی بن حاتم آپؐ کے پاس آئے تو اس وقت ان کی گردن میں چاندی کی صلیب تھی اور آنحضور صلعم یہ آیت مبارکہ تلاوت فرما رہے تھے " اتخذوا احبارهم و رهبانهم اربابا من دون الله والمسيح ابن مريم الخ" عدی نے یہ آیت سن کر کہا کہ یہود و نصاریٰ اپنے علماء درویشوں کو رب سمجھ کر ان کی عبادت تو نہیں کرتے۔ یہود و نصاریٰ اپنے علماء و درویشوں کو علماء و درویش ہی سمجھتے ہیں ان کو رب تو نہیں مانتے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا ہاں سنو! کیا تم نے اپنے علما و مشائخ کے حرام کئے ہوئے کو حرام نہیں سمجھتے اور حلال کئے ہوئے کو حلال نہیں سمجھتے؟ عدی نے کہا ایسا تو ہے۔ آپؐ نے فرمایا ان کو یہی رب بنانا ہے۔ پھر آپؐ نے عدی پر اسلام پیش کیا تو عدی بخوشی مسلمان ہوگیا۔ (مسند احمد، ابن جریر)

کیا یہود و نصاریٰ کی طرح آج کے مقلدین بھی اسی تقلید و شخصیت پرستی کا شکار نہیں؟ ان کے پیر، علماء، درویش جن چیزوں (یارھویں بارھویں، سوئم، چہلم، نذر حسین

وعلی، نیاز فلاں فلاں، تبرکات تعزیہ و مروجہ میلاد وغیرہ) کو حلال قرار دے رہے ہیں۔ ان کو یہ لوگ حلال نہیں سمجھتے اور جن کو حرام قرار دے رہے ہیں ان کو حرام نہیں سمجھ رہے؟ یقیناً آج بھی ان مدعیان اسلام نے اہل کتاب کی طرح اپنے علماء، مشائخ، درویشوں، صوفیوں، پیروں، فقیروں، اماموں، مجتہدوں کو معبود ٹھہرایا ہوا ہے۔ خدا کے احکام سے سرتابی لیکن ان پیروں فقیروں اماموں مجتہدوں کے ہر حکم کی تقلید و پیروی۔ ؎

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے ناامیدی
بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

پھر حیرانی تو یہ ہے کہ بعض لوگ اپنے ان پیشواؤں اور مقتداؤں کے قول و اقوال، احکام و اوامر کے آگے اللہ اور اس کے رسول کی بات کو نہیں مانتے۔ ان کی تقلید کا پٹہ گلے میں ڈال کر ان کی باتوں کو نصوص کتاب و سنت پر مقدم رکھتے ہیں۔ حالانکہ اسلام و ایمان اللہ اور اس کے رسول کی بات ماننے کا نام ہے۔

اگر یہ لوگ اسلام کے لئے مخلص ہیں تو پاکستان میں فقہ حنفیہ، فقہ جعفریہ، سوشلزم، اسلامی سوشلزم، مساوات وغیرہ کے نفاذ کے خوب زور شور، گھن گرج اور پوری طاقت و قوت سے کیوں مطالبے کر رہے ہیں۔ صاف یہ کیوں نہیں کہتے کہ یہ ملک اسلام کی بنیاد پر معرض وجود میں آیا۔ اس میں اسلام کے سوا اور کوئی قانون دستور، نظام حیات جاری نہیں کرنے دیا جائے گا۔ پاکستان میں وہی اسلام جاری کیا جاسکے گا جو آنحضور صلعم نے اپنے بعد صحابہ کرام کو دیا تھا اور وہ اسلام آج صرف اور صرف قرآن اور حدیث میں محفوظ ہے۔ الحمدللہ جماعت اہلحدیث کا مسلک و مذہب قرآن و حدیث ہی ہے۔ انہی دو چیزوں کو خدا کا دین سمجھتی ہے اور یہ جماعت یعنی اہل سنت اہلحدیث پاکستان میں قرآن و حدیث کے نفاذ کا مطالبہ کرتی ہے۔

وہ لوگ جو اس دنیا میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت و اتباع کی بجائے اپنے علماء و مشائخ کی پیروی کو ترجیح دیتے رہے (اگرچہ وہ مدعیان اسلام ہوں یا منکرین اسلام) اپنے اکابرین، احبار و رھبان کی تقلید اور ان کی شخصیت پرستی کو، ان کے خود ساختہ رسومات اور نت نئی بدعات کو دین الہٰی سمجھ کر ان کے قائل و فاعل اور معتقد و عامل رہے تو ایسے لوگوں کا جو قیامت کے دن حشر ہوگا وہ قرآن مجید کی ذیل کی

آیات سے ملاحظہ ہو۔

(۱) یوم یعض الظالم علیٰ یدیه یقول یالیتنی اتخذت مع الرسول سبیلاً یا ویلتیٰ لیتنی لم اتخذ فلاناً خلیلا لقد اضلنی عن الذکر بعد اذ جاءنی وکان الشیطٰن للانسان خذولا وقال الرسول یارب ان قومی اتخذوا هٰذا القرآن مهجوراً (پ ۱۹ الفرقن ع ۱۰)

اور جس دن ظالم اپنے (ہی) ہاتھ کاٹ کاٹ کھائے گا کہے گا کہ کاش میں رسول کے ساتھ راہ پر لگ جاتا۔ ہائے (میری شامت، کاش میں نے فلاں شخص کو دوست نہ بنایا ہوتا۔ یقیناً اس نے نصیحت آنے کے بعد مجھے بہکا دیا اور شیطان تو آدمی کو وقت پر دغا دینے والا ہے اور رسول کہے گا (قیامت کے دن) اے میرے رب میری اس قوم نے اس قرآن کو بالکل نظر انداز کر رکھا تھا۔

اس کے برعکس وہ آدمی جس نے اللہ کی بات مانی دنیا میں اور نبی کریم صلعم کی سنت پر چلا اور آپؐ کی حدیث کے مطابق ہی عمل کرتا رہا۔ قیامت کے دن یہ شخص اقبال مند خوش نصیب اور رفیق رسول مقبول صلعم ہوگا جیساکہ خود آپؐ کا ارشاد گرامی ہے

من احب سنتی فقد احبنی ومن احبنی فکان معی فی الجنة (الحدیث : المشکوٰة)

جس نے میرے ساتھ محبت کی وہ قیامت کے روز میرے ساتھ جنت میں داخل ہوگا۔

چنانچہ قرآن مجید کی اس آیت سے بھی اس معنیٰ کی تائید ہوتی ہے۔ آیت خداوندی

ومن یطع الله والرسول فاولئك مع الذین انعم الله علیهم من النبین والصدیقین والشهداء والصالحین وحسن اولئك رفیقاً (پ ۵ النساء ع ۶)

جو اللہ اور (اس کے) رسول کی اطاعت کرتا ہے وہ (قیامت کے دن) ان کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالےٰ نے انعام کیا کہ وہ نبی اور صدیق اور

صالحین ہیں اور ان کی رفاقت (کیسی) اچھی ہے۔

۲. یوم تقلب وجوھھم فی النار یقولون یٰلیتنا اطعنا اللہ و اطعنا الرسولا وقالوا ربنا انا اطعنا سادتنا وکبرانا فاضلونا السبیلا ربنا اٰتھم ضعفین من العذاب والعنھم لعناً کبیرًا (پ ۲۲ الاحزاب ع ۴)

جس دن ان کے چہرے آگ میں الٹ پلٹ کر دیئے جائیں گے وہ یوں کہیں گے کہ کاش ہم نے اللہ کی اطاعت کی ہوتی اور اس کے رسول کا کہا مانا ہوتا اور وہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب ہم نے سرداروں اور اپنے اکابرین کا کہا مانا سو انہوں نے ہمیں (صحیح) راہ سے بھٹکا دیا۔ اب ہمارے رب انہیں دہرا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت نازل کر۔

ان مذکورہ دونوں آیتوں سے ثابت ہوا کہ قیامت کے دن کام آنے والی چیز صرف اطاعت خدا اور اطاعت رسول ہے اور باقی کسی کی بھی اطاعت یا تقلید جو کتاب وسنت کے خلاف ہو غیر مفید بلکہ حسرت ناک اور تباہ کن ہوگی۔

چنانچہ حدیث رسول مقبول ہے کہ آپؐ نے فرمایا "میں قیامت کے روز حوض کوثر پر ہوں گا اور اپنی امت کو کوثر کا پانی پلا رہا ہوں گا کہ اس اثنا میں ایک جماعت آتی مجھے نظر آئے گی۔ میں ان کو اصیحابی اصیحابی (میرے پیارے ساتھی میرے پیارے ساتھی) کہہ کر بلاؤں گا کہ یکدم میرے اور ان کے درمیان پردہ حائل ہو جائیگا چنانچہ میری نظروں سے ان کے اوجھل ہونے پر اللہ تعالےٰ سے استفسار کروں گا کہ میرے آنے والے امتی کہاں چلے گئے " انت لاتدری ما احدثوا بعدك " بے شک تو نہیں جانتا کہ تیرے بعد انہوں نے کیسی کیسی بدعات کا اختراع کر کے ان کو دین کے طور پر مروج) کیا۔ تب میں کہوں گا فسحقا فسحقا لمن غیّر بعدی (مشکوٰۃ) پس ہلاکت ہے ہلاکت ہے ان لوگوں کے لئے جنہوں نے میرے بعد (میرے دین کو) بدلا۔

حاصل کلام مسلمان اور مومن وہی ہوگا جو اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کا مطیع ہے جو صرف قرآن وحدیث کو اپنا مذہب و مسلک قرار دیتا ہے۔ جو آدمی اللہ تعالےٰ

کی اطاعت و عبادت میں کسی کو شریک کرلیتا ہے اسی طرح وہ آدمی جو رسول صلعم کی سنت یا حدیث کا قائل ہی نہیں یا اگر قائل تو ہے مگر آپ کی اطاعت میں کسی تقلید سے کسی بزرگ، امام، عالم صوفی درویش وغیرہ کو شریک کرلیتا ہے تو اس کا خدا اور رسولؐ خدا پر ایمان لانے کا دعویٰ بے بنیاد اور جھوٹا ہے اور وہ منافقین میں ہے۔

ہاں وہ لوگ جو کتاب وسنت کی بات کرتے ہیں کتاب وسنت کو ہی دین خداوندی سمجھتے ہیں۔ قرآن وحدیث کو ہی اپنا مذہب ومسلک قرار دیتے ہیں تو ان کی بات ماننی چاہیئے اور ان کی اس راہ پر چلنا چاہیئے۔ یعنی کسی کی پیروی اس وقت مسلّم اور مفید ہے جب وہ اطاعت خدا اور اطاعت رسول کے معارض ومخالف نہ ہو بلکہ اطاعت خدا اور اطاعت رسول کے موافق ومطابق ہو جیساکہ ارشادات باری تعالےٰ ہیں۔

(ا) اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم (الحمد)
اے اللہ تو ہم کو سیدھی راہ دکھا، راہ ان لوگوں کی جن پر تو نے انعام کیا۔

(ب) ومن یشاقق الرسول من بعد ماتبین لہ الھدیٰ ویتبع غیر سبیل المومنین نولہٖ ماتولیٰ ونصلہٖ جھنم وساءت مصیرا (پ النساء ع ۱۴)

اور جو کوئی مخالفت کرے رسول کی بعد اس کے کہ اس کے لئے سیدھی راہ ظاہر ہوگئی اور وہ مسلمانوں کی راہ کے خلاف چلے تو ہم اس کو اسی طرف چلا دیتے ہیں جدھر وہ چلتا ہے اور ہم اسکو دوزخ میں ڈالیں گے اور وہ پھرنے کی بہت بری جگہ ہے۔

ان آیات میں جو مومنین کی راہ اختیار کرنے کا جو ذکر کیا گیا ہے یہ وہی راہ ہے جو انحضور صلعم کی تبلائی ہوئی راہ (قرآن وحدیث) ہے۔ گویا کہ مقصود بالذات راہ خدا اور اس کے رسول کی راہ ہے جو صراط مستقیم ہے۔ اللہ تعالےٰ نے آنحضور صلعم کی بتلائی ہوئی راہ کو ہی صراط مستقیم کہا ہے جیساکہ ارشادات خداوندی ہے۔

۱۔ قل اننی ھدانی ربی الیٰ صراط مستقیم (پ الانعام ع ۷)
آپ کہہ دیجئے یقیناً میرے رب نے مجھے صراط مستقیم کی رہنمائی کی ہے۔

۲۔ یٰسین والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین علیٰ صراط مستقیم (پ ۲۳ یٰسین)

حکمت والے قرآن کی قسم بے شک تو ضرور مرسلین میں سے ہے (اور تو) صراط مستقیم پر ہے۔

۳- وانك لتدعوهم الى صراط مستقيم (پ ۱۸ المومنون ع ۴)
اور بے شک تو ان کو صراط مستقیم کی طرف بلاتا ہے

۴- وان هٰذا صراطی مستقيماً فاتبعوه ولا تتبعوا السبل فتفرق بكم عن سبيله ذالكم وصّكم به لعلكم تتقون (پ ۸ الانعام ع ۴)
اور (کہا آپ نے) یہ ہے میری سیدھی راہ سو تم اس پر چلو اور (اس کے علاوہ دیگر) راہوں پر نہ چلو (وگرنہ وہ راہیں) تم کو (صراط مستقیم) سے متفرق کر دیں گی۔ اس کی تم کو نصیحت کر دی ہے تاکہ تم بچتے رہو۔

صراط مستقیم سے مراد دین اسلام ہے جو قرآن و حدیث میں محفوظ و مسطور ہے جو اس سیدھی راہ پر چلے گا وہ نجات پائے گا۔ اس کے علاوہ دیگر سب رستے گمراہی ہیں۔

یہاں ایک نکتہ قابل غور ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی راہ کے لئے سبیل واحد کا لفظ بولا ہے اور گمراہ راستوں کے لئے سبل جمع کا لفظ آیا ہے۔ یہ اس لئے کہ حق راستہ اور سچا فرقہ ایک ہی ہے اور غلط اور گمراہ فرقے دنیا میں بہت ہیں، سچا فرقہ وہی ہے جو صرف کتاب و سنت کو ہی خدا کا دین سمجھتا ہے اور بس۔

عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ حضور صلعم نے اپنے ہاتھ سے ایک لکیر کھینچی پھر کہا کہ یہ سیدھا راستہ ہے اللہ کا۔ پھر اس کے دائیں بائیں اور لکیریں کھینچیں۔ فرمایا یہ راستے ہیں، ان میں کوئی راہ نہیں مگر اس راہ پر ایک شیطان ہے جو اس کی طرف بلاتا ہے۔ پھر آپؐ نے یہ آیت قرآن هٰذا صراطی مستقیماً (الآیہ) پڑھی۔ (احمد، حاکم)

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہر مسلمان کو اطاعت خدا اور اطاعت رسول کی توفیق دے۔